ابوالعلاء محمد اسمٰعیل گودھروی

تفسیرُ القآءِ الرحمٰن

ترجمہ

تفسیرِ الہامُ الرحمٰن

(چوبیسویں قسط)

پس جبکہ دعوت کی بنا اور عمارت رشد پر ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی رشد نہیں ہے تو باوجود قوت ہم کہتے ہیں اس میں کسی قسم کا اکراہ نہیں ہے۔

قولہٗ تعالیٰ	خدا کا فرمان!
فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲۵۶	تو جو جھوٹے معبودوں کو نہ مانے اور اللہ ہی پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط رسی پکڑ رکھی ہے۔ جو ٹوٹنے والی نہیں اور اس کا بیڑا پار ہے اور اللہ سب کی سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

فطرۃ اور دین جو موافق فطرۃ ہے اس کو تھام لینا استمسك بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا ہے۔

اور قرآن کا موافق فطرۃ اور اس کی تعلیمات کا مطالعہ، فطرۃ انسانیت ہونا حجۃ اللہ البالغہ امام شاہ ولی اللہ میں پھیلا ہوا ہے۔

اہلِ علم کو قرآن پر جمع ہونا چاہیے تاکہ رشد و ہدایت اور غی و کجروی ان پر ظاہر و واضح ہو جائے۔

قولہٗ تعالیٰ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۃ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔھُمُ الطَّاغُوْتُ لا یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ٢٥٧

خدا کا فرمان!

اللہ ایمان والوں کا حامی اور مددگار ہے کہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ دین حق کے منکر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں کہ ان کو ایمان کی روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ دین حق کے منکر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں کہ ان کو ایمان کی روشنی سے نکال کر کفر کی تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں

ایمان باللہ ولایت خداوندی سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فطرت کو پیدا کیا تو اس کی موافقت کو بھی آسان کر دیا۔ جب انسان قصد وارادہ صحیح کرتا ہے اور قامت فطرت پر چلنے کا پورا پورا تہیہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تائید فرماتا ہے اور جو فطرت کے خلاف قصد وارادہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تائید وامداد نہیں کرتا۔ مگر وہی شخص ایسا کرتا ہے جو حق کی معاندت پر ہو اور اسی کی طرف آیت (١٥٧) میں اشارہ ہے

قولہٗ تعالیٰ

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ م اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ لا قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ط قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ٢٥٨

خدا کا فرمان!

اے پیغمبر کیا تم نے اس شخص کے حال پر نظر نہیں کی جو صرف اس وجہ سے کہ خدا نے اس کو سلطنت دے رکھی تھی شیخی میں آکر ابراہیم سے اس کے پروردگار کے بارے میں حجت کرنے لگا جب ابراہیم نے اس سے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو لوگوں کو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں ابراہیم نے کہا اچھا اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو تم اس کو مغرب سے نکالو تو جانیں۔ اس پر وہ کافر ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اور پھر بھی ایمان نہ لایا اور اللہ

ہٹ دھرم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی تائید اور ولایت کا ذکر فرمایا ہے کہ اہل ایمان کی کس طرح وہ تائید فرماتا ہے اور اسی طرح وہ مومنوں کی ہمیشہ تائید فرماتا رہتا ہے کیونکہ یہ تائید و امداد صرف حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

قولہٗ تعالیٰ — خدا کا فرمان

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ — اور اللہ ظالم لوگوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اتباع فطرۃ کا مقصد یہ ہے کہ عدل کو قائم کیا جائے اور ظلم کو نابود کیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آیت میں (۲۵۹) اس کی دوسری مثال پیش فرمائی کہ ولایت خدا کس طرح ملتی ہے۔ ایک آدمی کے قلب میں کچھ شک پیدا ہوا کہ خدا کس طرح موتی کو زندہ کرتا ہے تو اس کو خدا نے ایک سو برس مردہ رکھا۔ اس کے بعد اس کو زندہ فرمایا۔ پھر جب حق اس پر ظاہر ہو گیا تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ فی الواقع ہر شے پر قادر ہے اور وہ لوگوں کے لیے نشانی قرار پا گیا۔

اور یہی اس قول خداوندی میں ہے

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى

اے پیغمبر! آپ نے ان بزرگ کے حال پر بھی نظر کی جو ایک بستی پر سے ہو کر گزرے اور وہ اپنی چھتوں پر ڈھئی پڑی تھیں دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے اللہ اس بستی کو مرے یعنی اس قدر اجڑے پیچھے کیسے زندہ یعنی آباد کرے گا۔ اس پر اللہ نے ان لوگوں کو سو برس تک مردہ رکھا پھر ان کو جلا اٹھایا اور پوچھا اس حالت میں تم کس قدر رہے۔ کہا، اس حالت میں ایک دن یا ایک دن سے بھی کم۔ بلکہ فرمایا تم سو برس اس حالت میں رہے۔ اب اپنے کھانے اپنے پینے کو دیکھو کوئی شی نہیں ہے اور اپنے گدھے کی طرف نظر کرو جس پر

حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ لا قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۲۵۹

تم سوار ہوتے تھے۔ ہڈیوں کو ہم کیسے جوڑ جاڑ کر اس کا ڈھانچہ کھڑا کرتے ہیں اور پھر اس پر گوشت مڑھتے ہیں پھر جب ان بزرگ پر قدرت کا کرشمہ ظاہر ہوا تو کہنے لگے اب یقین کامل ہوتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تنبیہ

میں نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحات پر بہت غور کیا معلوم ہوا کہ شیخ امام ولی اللہ اس وقت تک کسی حکمت کو پیش نہیں فرماتے جب تک اپنی ذات سے اس کا تجربہ نہ کرلیں۔ یا پھر ایسے شخص کا تجربہ ہو کہ شیخ ولی اللہؒ اسے اچھی طرح نہ جانتے ہوں۔ اس کا تجربہ بھی شیخ ولی اللہؒ کے تجربہ کے برابر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں اتحاد ذوق موجود ہے اور شیخ اس حکمت سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی معارضہ پیش آتا تو شیخ ولی اللہ سخت ترین منکرین میں ہوتے یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کلمۂ حکمت لکھا ہوا انسان پر موثر نہیں ہوتا۔ مگر اس وقت جبکہ کسی آدمی کی زندگی میں اس کا تجربہ کرلیں۔ اور ہم آج ساری امتوں کو دیکھ رہے ہیں وہ چاہتی ہیں ساری کی ساری حکمتوں پر اپنا تجربہ کرلیں اور سب سے بلند اور اونچی ہو جائیں اور قرآن عظیم کا یہی حال ہے۔ قرآن کوئی حکمت پیش نہیں کرتا۔ اس وقت پیش کرتا ہے جس کا تجربہ ایک بڑے گروہ نے جن کا مشرب متحد ہو نہ کرلیا ہو۔

اور مسئلہ احیاء موتیٰ ایک اہم مسئلہ ہے جو قرآن میں موجود ہے۔ پس اگر احیاء موتیٰ کا مسئلہ مجرب نہ ہوتا تو قلوب میں آج اس کی یاد بھی تازہ نہ ہوتی۔

اور ہم نے تمہارے سامنے شیخ ولی اللہؒ کے چچا کا تجربہ احیائے میت میں پیش کیا ہے کہ مردہ کو تھوڑی ہی مدت مرنے میں ہوئی تھی۔ فرشتے کی تاثیر ملاء اعلیٰ سے ہوئی یہ فرشتہ شیخ ابو الرضا محمد سے قوی تر تھا۔

اس کا ہم انکار نہیں کر سکتے کیونکہ یہ واقعہ ایسا ہے۔ جو ہمارے ذوقِ حکمت سے موافق ہے اور ایسے شخص سے سرزد ہوا جن کو ہم اپنی جماعت سے گنتے ہیں۔ میرے پاس اس وقت وہ کتاب نہیں ہے جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ لیکن ایک دوسری حکایت احیاء موتیٰ کے بارے میں ہمارے مشائخ کے سلسلہ میں موجود ہے۔

میں شیخ محمد صدیق سے بیعت ہوں اور یہ تو دو ایک شیخ کامل و مکمل تھے ان شیخ سے دو واسطوں سے سید محمد بقاء سندھی تھے جنھوں نے طریقہ قادریہ ایک آدمی سے جو شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے تھے حاصل کیا تھا۔ اس شخص کا نام بھی عبدالقادر تھا۔ اور یہ پنجاب میں رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سے ایک مردہ کو جو تازہ مرا ہوا تھا زندہ کیا اور اس کو لکھنو کے ایک شیخ نے دیکھا۔ جو طائفہ وجودیہ کے اماموں میں تھا۔ اس میت کو دیکھا جس کو دوبارہ زندہ کیا گیا تھا۔ اور یہ شخص جس نے میت کو زندہ کیا تھا شیخ ابوالرضا محمد کا ہمعصر تھا۔

اور جبکہ احیاء موتیٰ کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ تو یہ آیت اس کے امکان کو ثابت کر رہی ہے اور دلائل اس باب میں موافق بھی ہیں اور مخالف بھی، اور مردہ کو زندہ کرنے کے اسباب کا احاطہ نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن جب کوئی واقعہ احیاء موتیٰ کا ہمارے سامنے پیش آئے تو کیا اس کا انکار ممکن ہے؟

طبیعین میں سے ایک آدمی نے ہمارے سامنے بیان کیا کہ حکیم و ڈاکٹر اس مردہ کا تجربہ کر رہے ہیں جو تازہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور یہ ایسے شخص ہیں کہ حکماء زمانہ اور ڈاکٹروں کے مقابلہ میں طبیعین کو بہت اونچا سمجھتے ہیں۔ تو اس سے پوچھتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ مردہ کو زندہ کیا جاتا ہے تو یہ شخص اس سے گھبرا گیا۔ اور اقرار کرنا پڑا ورنہ اس سے پہلے یہی کہا کرتا تھا کہ یہ ناممکن ہے۔

ہمارے نزدیک اس قسم کے مسائل کو ہم ادلہ و براہین سے ثابت نہیں کرتے بلکہ قرآن کی آیتوں سے ثابت کرتے ہیں۔ اور اسی بناء پر ایک شخص کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے۔

وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ — اور تجھ کو ہم لوگوں کے لیے نشانی گردانتے ہیں۔

اس کے بعد آیت (۲۶۰) میں ایک دوسری مثال ولایت مومنین پیش کی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ
اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى
وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ
قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ
الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ
اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ
جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ
سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۶۰

خدا کا فرمان!

اے پیغمبر اس واقعہ کا بھی ذکر کرو جب ابراہیم نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ اے میرے پروردگار ایک نظر مجھ کو بھی دکھا کہ تو قیامت کے روز مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ کہا تم کو اس کا یقین نہیں۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ تیرے فرمانے سے یقین تو ہے۔ مگر ایک نظر دیکھنا بھی چاہتا ہوں تاکہ میرے قلب کو بھی یقین ہو جائے اور مطمئن ہو جائے فرمایا تو اچھا چار پرندلو اور ان کو اپنے پاس منگواؤ اور بوٹی بوٹی کر ڈالو پھر ایک پہاڑی پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھدو پھر ان سب کو بلاؤ تو آپ سے آ... تمھارے پاس دوڑے چلے آئیں گے جانتے رہو کہ اللہ زبر... ت اور حکمت والا ہے۔

پس جو شخص ان آیات کی تاویل کرتا ہے اور اسے معنی مج... ن پر محمول کرتا ہے اور کہتا ہے احیاء حقیقی ممکن نہیں ہے بلکہ حیات کی ایک تشبیہ ہے اور ہم اس کو شان انبیاء سے بعید سمجھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں اس تاویل میں بھی کوئی فساد اور خرابی نہیں ہے۔

تنبیہ

اعادۂ حیات نباتات تو مرئی ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے جنگلوں میں روز مرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ خشک ہو جاتی ہیں۔ پھر اس پر پانی برستا ہے تو اذن وحکم سے زندہ ہو جاتی ہے اور اس کو قرآن حکیم میں بہت سی جگہ بیان کیا ہے وکیف یحی الارض بعد موتھا کہ زمین کو وہ مرے پیچھے کیسے زندہ کرتا ہے؟

کوئی دو ہفتہ پیشتر ایک حکیم وڈاکٹر حکماء ہند جو مشہور تھے ان کا انتقال ہو گیا [1] انھوں نے حیاتِ

[1] اگلے صفحہ پر —

نباتات اور حیات حیوانات میں تجانس ثابت کیا ہے اور ایسی دلیلیں طبعیہ قابل تجربہ پیش کی ہیں کہ ماننے بغیر چارہ نہیں ہے تو کیا یہ امکان اعادۂ حیات حیوان پر دلیل نہیں ہے ؟ جب ایک انسان اس کو سمجھ لے تو چاہیے کہ امکان اعادہ حیات حیوان کا انکار تو نہ کرے ۔

پس ہر شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام سے احیاء موتی ممکن ہے اور یہ اس آدمی کے لیے دلیل ہے اس بات کی کہ یہ حظیرۃ القدس سے قریب تر ہے ۔ اور مقربین حظیرۃ القدس کا طبقۂ عالیہ انبیاء کرام اور محدثین ہیں ۔ اس طبقہ سے ملحق و متصل حکماء ربانیین ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو معارف انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں ۔ اور قلوب کی شہادت سے تصدیق کرتے ہیں اور یہی لوگ خدا کی زمین پر خدا کے خلفا ہیں ۔

اور ہمارے نزدیک حظیرۃ القدس کا عنوان آیۃ الکرسی ہے اور دوسری تمام آیتیں اس کی مثالیں ہیں ۔ اور اب ہم پہلے آیت (۲۶۹) کی یہاں شرح کرتے ہیں ۔

خدا کا فرمان !	قولہٗ تعالیٰ
اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس	یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ
کو وہ حکمت دیتا ہے تو خیر و برکت کثیر دیتا ہے	وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ
اور اس سے نصیحت صاحب عقل و بصیرت ہی	خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ
لیتے ہیں ۔	اُولُوا الْاَلْبَابِ ۲۶۹

اور استقراء کے بعد ہم نے کتاب اللہ کے اندر ایک ہی کلمہ پایا ہے جو دو چیزوں پر بولا جاسکتا ہے اور وہ کلمۂ خیر ہے اس کا اطلاق مال و دولت پر ہوتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے ۔

لہ (صفحۂ گزشتہ) اور وہ ڈاکٹر بوز بنگالی ہیں، کہا گیا ہے کہ یہ مارکونی اطالی جس نے نظریات لاسلکی کی ایجاد کی تھی ان کے ساتھیوں میں تھے ۔ ان کو کسی نے مالی امداد نہ کی اس لیے وہ اس کو وجود میں نہ لاسکے اور اپنے ذہن میں لے کر گئے اور یہی ہیں جنھوں نے وہ آلہ ایجاد کیا جس کے ذریعے درخت کی ڈالی توڑی جاتی ہے اس وقت درخت روتا ہے یا جب کلہاڑی اس کی جڑ پر لگتی ہے تو وہ روتا ہے ۔ یہ تمام باتیں علامہ لطفی نے اپنی کتاب حیات شرقیہ میں جمع کردی ہیں ۔ محمد نور مرشد

ان ترک خیرا نللوالدین (الآیہ) اگر اس نے دنیا کی خیر چھوڑی ہے تو والدین کو د

اور اس کا قول :

وانہ لحب الخیر لشدید کہ انسان خیر کی محبت میں سخت ہے

اور حکمت پر بولا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یُؤتی الحِکمَۃَ مَن یَّشَآءُ وَمَن اپنی حکمت جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس
یُؤتَ الحِکمَۃَ فَقَد اُوتِیَ خَیرًا کَثِیرًا شخص کو حکمت دی گئی تو اس کو خیر کثیر دیدی گئی ۔

اور وہ آیتیں جو (۲۶۱ سے ۲۶۸) تک مذکور ہیں سب کی سب انفاق خیر اور آداب انفاق کے بارے میں ہیں ۔ اور وہ یہ ہیں :

قولہ تعالیٰ خدا کا فرمان !

مَثَلُ الَّذِینَ یُنفِقُونَ اَموَالَھُم	وہ لوگ جو اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں
فِی سَبِیلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنبَتَت	ان کی خیرات کی مثال اس دانے جیسی ہے جس سے
سَبعَ سَنَابِلَ فِی کُلِّ سُنبُلَۃٍ	سات بالیں پیدا ہوئیں اور ہر بال میں سَو دانے اور اللہ
مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَن	برکت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ۔ اور اللہ برکت دیتا ہے
یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ ۲۶۱	جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑی گنجائش والا بڑا جاننے والا
اَلَّذِینَ یُنفِقُونَ اَموَالَھُم فِی	ہے جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں
سَبِیلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتبِعُونَ مَا	پھر خرچ کے پیچھے کسی طرح کا احسان نہیں جتلاتے اور
اَنفَقُوا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لا لَّھُم	نہ لینے والے کو کسی طرح کی تکلیف پہنچاتے ہیں تو ان
اَجرُھُم عِندَ رَبِّھِم ج وَلَا خَوفٌ	کو کیے دیے کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ملے گا
عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ۲۶۲	اور آخرت میں تو ان پر کسی قسم کا خوف طاری نہ ہوگا ۔
قَولٌ مَّعرُوفٌ وَّمَغفِرَۃٌ خَیرٌ	اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے نرمی سے
مِّن صَدَقَۃٍ یَّتبَعُھَآ اَذًی ط	جواب دینا اور سائل کے اصرار سے درگزر کرنا اس خیرات
وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیمٌ ۲۶۳	سے بہتر ہے ۔ جس کے دیے پیچھے سائل کو کسی طرح
یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تُبطِلُوا	ایذا دے اور اللہ بے نیاز بردبار ہے ۔ مسلمانو !

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ
يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ
وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ
عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۲۶۴
وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ
اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا
ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ
فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۲۶۵
اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ
جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِىْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ
الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ
فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ
فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۲۶۶
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ
طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا

اپنی خیرات کو احسان جتا کے اور سائل کو ایذا دینے سے اس شخص کی طرح اکارت مت کرو جو اپنا مال دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتا اس کی مثال چٹان کی سی ہے کہ اس پر کچھ تھوڑی سی مٹی پڑ گئی ہے پھر اس پر زور کا مینہ برسا اور اس کو سپاٹ کر کے یہ بہائے گیا۔ اسی طرح ریاکاروں کو قیامت کے دن اس خیرات میں سے جو انھوں نے کی تھی کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا اور اللہ ان لوگوں کو جو نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ہدایت نہیں کرتا۔ اور جو لوگ خدا کی رضا جوئی کے لیے اپنی نیت ثابت رکھ کر اپنا مال خرچ کرتے ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچے واقع ہے اس پر بڑا زور مینہ برسا تو دو چند پھل لایا۔ اگر اس پر زور کا مینہ نہ بھی برسا تو اس کو ہلکی پھوار بھی بس کرتی ہے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو خوب جانتا ہے۔ بھلا تم میں سے کوئی بھی اس بات کو پسند کرے گا کہ کھجوروں کا اور انگوروں کا اس کا ایک باغ ہو اس کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہوں اور ہر طرح کے پھل اس کو وہاں میسر ہوں اور بڑھاپے نے اس کو آلیا اور اس کے چھوٹے چھوٹے ناتواں بچے ہیں۔ اب اس باغ پر چلا ایک بگولا جس میں بھری تھی آگ تو باغ جل بھن کر رہ گیا۔ اس طرح اللہ اپنے احکام کھول کھول کر تم لوگوں سے بیان کرتا تاکہ تم غور کرو۔ مسلمانو! خدا کی راہ میں عمدہ چیزوں میں سے خرچ کرو۔ تم نے تجارت وغیرہ میں آپ کمائی

لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۗ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۲۶۷ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۲۶۸

ہوں تو اور ہم نے تمھارے لیے زمین سے پیدا کی ہوں تو اور ناکارہ چیز کے دینے کا ارادہ بھی نہ کرنا کہ لگو اس میں سے خرچ کرنے. حالانکہ وہی چیز کوئی تم کو دینا چاہے تو تم اس کو کبھی خوشدلی سے نہ لو مگر یہ کہ دیدہ دانستہ اس کو لیتے ہو اور کہ اللہ بے نیاز ہے اور سزاوار حمد وثنا شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور شرم کی بات یعنی بخل کی طرف برانگیختہ کرتا ہے اور اللہ اپنی طرف سے قصوروں کی معافی اور برکت کا تم سے وعدہ فرماتا ہے اور اللہ بڑی گنجائش والا اور سب کے حال سے واقف ہے۔

یہ مسائل جو ہم نے بیان کیے ہیں ان کی صحیح قدر عرب کر سکتے ہیں جن کی زندگی مصائب و تکالیف اور فقر میں گزرتی ہے

(۱) اس کی تفسیر (۲۶۹) سے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ سے لے کر اُولُوا الْاَلْبَابِ تک پہلے گزر چکی ہے اس کو سامنے لے آؤ

جب یہ عرب دیکھیں گے۔ دولت مندوں اور اصحاب ثروت پر ایک نظام ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مال و دولت کو حاجت مندوں پر صرف کریں تو اس نظام کو وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت سمجھتے ہیں۔

اسی طرح وہ لوگ جو حکمت سے خالی اور مفلس اور کورے ہیں اور اطراف عالم میں پھیلے پڑے ہیں جب دیکھیں گے کہ حکمت کی ترویج کے لیے زمین خداوندی پر کوئی نظام قائم کیا جا سکتا ہے اور مالدار لوگ اپنا مال و دولت ضرورت مندوں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں تو اس نظام کو خدا کی ایک رحمت و نعمت سمجھیں گے ——— خظیرۃ القدس سے قرآن اترا، اس کی تعلیمات سے خلفاء بنے جن کا کام صرف یہ ہونا چاہیے کہ محتاجوں پر انفاق اموال کے ادارے قائم کریں اور جن کو حکمت کی ضرورت ہے ان کے لیے حکمت کے ادارے کھولدیں اور یہی آیات (۲۷۰-۲۷۱) میں بیان کیا گیا ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۲۷۰ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۲۷۱

اور جو تم خرچ کرو اللہ کی راہ میں اٹھاؤ اور اس کے نام کی کوئی نذر مانو وہ سب اللہ کو معلوم ہے اور جو لوگ غیر خدا کی منت و نذر مان کر خدا کا حق تلف کرتے ہیں تو قیامت کے دن کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا اگر تم خیرات ظاہر میں دو تو وہ بھی اچھا ہے کہ اس سے خیرات کے علاوہ دوسروں کو ترغیب ہوتی ہے اگر تم اس کو چھپاؤ اور فقراء کو دو تو تمہارے حق میں بہتر ہے کہ اس میں نام و نمود کو دخل نہیں ہوتا اور ایسا دینا تمہارے حق میں گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

ان دو آیتوں میں اس طرف اشارہ ہے کہ انفاق حکمت کو خاص خاص قیودات سے مقیّد کیا گیا ہے اور ان قیودات کو ترک کرنے پر مواخذہ ہوگا۔ اور یہ قیودات خدا کی جانب سے ہیں اور اس پر مواخذہ بھی وہی کرے گا۔ کیونکہ یہ قیودات ہر اس شخص پر لازم و ضروری ہیں جو حکمت کو لوگوں میں عام کرتا ہے اور ان قیودات کا حق سوائے خدا کے کسی کو نہیں پہنچتا۔ وہی ان قیودات کے لیے ہدایت دے سکتا ہے اور اسی کی طرف اس قول میں اشارہ ہے۔

قولہٗ تعالیٰ

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۲۷۲ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ

خدا کا فرمان!

اے پیغمبر! ان کو راہ راست پر لانا تمہارے ذمے نہیں ہے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے راہ راست پر لاتا ہے اور تم لوگ اپنے مال میں سے خیرات کے طور پر خرچ کروگے۔ سو اپنے لیے اور تم تو خدا ہی کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہو؟ اور اپنے مال میں سے جو کچھ بھی خیرات کے طور پر خرچ کروگے قیامت کے دن پورا پورا بھر دیا جائے گا اور تمہارا حق کچھ بھی نہ مارا جائے گا۔ خیرات حاجتمندوں

اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا	کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں گھر بیٹھے ہیں ملک میں کسی
یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ ز	طرف بھی جانا چاہیں تو جا نہیں سکتے اور جو ان کے حال سے
یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ	بے خبر ہے اور ان خودداری کی وجہ سے ان کو غنی
التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ	سمجھتا ہے لیکن اے مخاطب تو ان کو دیکھ ان کی صورت
لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَمَا	سے صاف پہچان جائے کہ محتاج ہیں۔ مگر ہاں لگ لپٹ
تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ	کر لوگوں سے نہیں مانگتے اور جو کچھ بھی تم کرو گے اپنے مال
بِهٖ عَلِیْمٌ ۲۷۳ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ	میں خیرات کے طور پر خرچ کرو گے تو خوب یقین رکھو
اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا	اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ جو لوگ رات اور دن چھپے اور
وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ	ظاہر اپنے مال واللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کے
عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ	دینے کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ان کو ملے گا ان پر
عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۲۷۴	نہ تو کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے

ان دو آیتوں میں انفاق مال پر آمادہ کرنا ہے۔ ان لوگوں پر جنھوں نے اپنی جانوں کو حکمت کے بڑھانے اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ جب یہ لوگ ان لوگوں پر مال و دولت خرچ کریں گے تو یہ لوگ ان پر حکمت کو خرچ کریں گے تو فوز و فلاح پائیں گے۔

پھر قرآن کا مقصود زمین خداوندی پر اقامت خلافت اللہ کا بھی ہے کہ تکوین انفاق اور حکمت لوگوں میں عام کی جائے اور سودی لین دین سرے سے اس کے مناقض ہے لیکن سودی لین دین قرآن کی خلافت میں جائز ہو سکتا ہے؟ اگر جائز ہو سکتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ نور و ظلمت دونوں کو جمع کیا جا رہا ہے۔ ربا اور سود، سود کھانے والے کے اندر ایسی خباثت پیدا کر دیتا ہے کہ یک پیسہ وہ خرچ کرنا جانتا ہی نہیں اور اپنے لیے جمع کرنا ہی جانتا ہے۔ مال بڑھانے کی خواہش ہی اس کے اندر پرورش پاتی ہے اور جو فساد و نقصان اقتصادیات میں سود سے پہنچتا ہے وہ حساب سے باہر ہے لیکن انسانی فطرت کو خراب کرنے اور اخلاق فاضلہ مٹانا اور لوگوں پر تنگی پیدا کرنا بہت ہی ظاہر و واضح ہے اور اسی بنا پر قرآن حکیم زمین خداوندی سے سود کو پاک کر دینا چاہتا ہے اور انسانیت

کو اس کے شر سے اور سود کا کاروبار کرنے سے منع کرتا ہے پس جو شخص سودی لین دین کرتا ہے اس کو موعظت کے ذریعے روکا جائے اگر وہ اس سے باز نہیں آتا تو اس کے خلاف ایک زبردست اعلانِ جنگ کیا جانے اور زمین خداوندی کو اسے فنا کر کے پاک کر دیا جائے اور اس کی تعلیم کی اساس دینا قرآن پر نہایت مستحکم ومضبوط ہے تو کیا یہ اکراہ نہیں ہو گا؟

سود سے روکا جائے اور سود لینے والے کے خلاف آتشِ حرب مشتعل کی جائے۔ لیکن رشد وغی ہدایت وگمروی واضح ہو جائے کے بعد معلوم ہوا کہ سود رشد کے خلاف ہے اور جب ایسا ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اکراہ ہے۔

اسلام محکم ومضبوط حکومتوں کو توڑ دیتا ہے۔ جن کا نظام اکتساب اموال سودی لین دین پر ہے اور ان کے خلاف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعلان جنگ وحرب کر کے توڑتا ہے یہ ہے وہ قوت مسلمان انقلابیوں کی دنیا میں پس کون مسلمانوں پر جبر کر سکتا ہے کہ اس حکمت پر لوگ جمع نہ ہوں۔ پس جو اس حکمت سے گریز کرتا ہے یا تو وہ ضعیف وکمزور اور بزدل ہے اس کو انسانیت میں شمار نہیں کر سکتے یا وہ قرآن حکیم سے جاہل ہے کبھی اس نے قرآن پر غور وتدبر نہیں کیا ہے یا پھر وہ عدو لدود کہ تعلیمات قرآن کا معاند ہے۔

ہم ضعیف وکمزور بزدل انسان کہیں گے کہ جس طرح اور بیٹھ گئے ہیں تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اور جاہل کو ہم تعلیم وہدایت دیں گے خیر وفلاح کی لیکن معاند لدود کو بری طرح ہم قتل کر دیں گے اب مسلمانوں کا سلطان ہو یا امام دین ہو سب کو ہم قتل کر دیں گے۔

یہود ایسا انقلاب برپا نہیں کر سکتے مگر مسلمان کیونکہ ہمارے نزدیک حدود اللہ پر زیادتی نہیں ہو سکتی اور اس بارے میں ہم ذوی الارحام قرابتداروں کو مستثنیٰ نہیں کر سکتے اور قطعیۂ رحم بھی نہیں کرتے اس کے بعد ان کمینوں اور رذیلوں کے ساتھ کون رہ سکتا ہے؟ — پھر ربا اور سود سے لینے پر وہی تیار ہوتا ہے جو اپنا قرض ادا کرنے پر وعدہ پورا نہ کر سکتا ہو اور اسی لیے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنا قرض وقت مقررہ پر ادا کر دے اور اس کو لکھا کرے تاکہ وہ سود پر قرض لینے پر مجبور نہ ہو۔

اور ہر صاحبِ عمل آدمی لوگوں سے قرض لے اس کو تعلیم کتابت اور اس کے پڑھنے سے باخبر رہنا چاہیے اور عورت اور مرد اس میں برابر ہیں تاکہ لوگوں کا مال محفوظ رہے اور دین وقرض بھی

وقت پر ادا کر دیا جائے اور ان تمام کا بیان اس قول میں ہے

قولہ تعالیٰ

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا
يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ
الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا
إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَأَحَلَّ اللّٰهُ
الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۚ فَمَنْ جَاءَهُ
مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا
سَلَفَ ۖ وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ ۖ وَمَنْ
عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ
فِيهَا خٰلِدُونَ ۲۷۵ يَمْحَقُ اللّٰهُ
الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۲۷۶ إِنَّ
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ
لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۲۷۷
يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۲۷۸
فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ
مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِنْ تُبْتُمْ
فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوٰلِكُمْ ۚ

خدا کا فرمان!

جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر اس شخص کا سا کھڑا ہونا جس کو شیطان نے اپنی چپت سے مخبوط الحواس کر دیا ہو یہ ان کے کہنے کی سزا ہے کہ جیسا بیع کا معاملہ ہے ویسا ہی معاملہ سود کا ہے حالانکہ بیع کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور آیندہ کے لیے باز آگیا تو پہلے جو کچھ وہ اس کام کو کر چکا ہے۔ اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے اور جو پھر کرتا ہے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں یہ لوگ ہمیشہ ہمیش اس میں رہیں گے۔ اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور جتنے ناشکرے ہیں اور کہنا نہیں مانتے خدا ان سے راضی نہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام بھی کیے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے کیے کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ان کو ملے گا اور ان پر آخرت میں کسی طرح کا خوف نہ رہے گا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے مسلمانو! اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو اور جو سود لوگوں کے دینے باقی ہیں اس کو چھوڑ دو، اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ اگر توبہ نہیں کرتے ہو تو اپنی اصل رقم تم کو نہیں پہنچتی ہے نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے۔

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۲۷۹ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۲۸۰ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۲۸۱

اور اگر کوئی تنگ دست تمہارا مقروض ہو تو فراخی تک کی مہلت دو اور اگر سمجھو تو تمہارے حق میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ اس کو اصل قرضہ بھی بخش دو اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم اللہ کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور لوگوں پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔

فائدہ

ہم نے ہندوستان میں سارے کے سارے ہندوؤں کو دیکھا ہے کہ معاملات اور واردات سود پر چل رہے ہیں۔ اور چھوٹے اور بڑے ہم نے پایا کہ پڑھنے پڑھانے، کتابت حساب اپنی زبان جانتے ہیں اور یہ بھی دیکھا ہے کہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر و ڈھیل نہیں کرتے۔ جب کسی سے قرض لیتے ہیں تو اس کو پورا پورا دیتے ہیں۔

اس پر ہمیں یقین ہوگیا کہ ہر وہ قوم جو کتابت اور اس کے پڑھنے اور اس کے حساب کو جانتی ہے قرض ادا کرنے میں تاخیر اور ڈھیل نہیں کرتی اور وعدہ پر ادا کر دیتی ہے اور اسی وجہ سے ہم تعلیم ہندوستان میں جبری کرنا چاہتے ہیں اور یہ آج نہایت ہی آسان ہے اور اسی سے ہم قرض کی ادائیگی میں تاخیر و ڈھیل کرنے سے نکل جائیں گے جو مسلمانوں کے اخلاق کے خلاف ہے اور کسی سود خور کو زمین پر چھوڑیں گے نہیں کہ حیلے حوالے کر کے سود وصول کرے۔

اس انقلاب کو لوگوں نے بھلا دیا ہے جو قرآن نے ہم کو تعلیم دی ہے اور اس لیے یہ ہوا ہے کہ لوگوں نے قرآن پر غور و تدبر کرنا چھوڑ دیا ہے۔

اور آیت ۲۸۲ میں خدا نے ذکر کیا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى

مسلمانو! جب تم ایک معیاد مقرر تک ادھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اگر تم کو لکھنا نہ آتا

تَكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ
كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ
اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ
فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ
عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ
رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ
شَيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ
الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا
يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ
وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا
شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ
فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ
مِنَ الشُّهَدَاۗءِ اَنْ تَضِلَّ
اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا
الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ
اِذَا مَا دُعُوْا ۭ وَلَا تَسْـَٔـمُوْٓا
اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا
اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ
عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ
اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً تُدِيْرُوْنَهَا
بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

ہو تمہارے درمیان تمہارے باہمی قرارداد کو کوئی لکھنے
والا انصاف کے ساتھ نہ لکھ دے اور لکھنے والے کو چاہیے
کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جس طرح خدا نے اس کو لکھنا پڑھنا
سکھایا ہے اسی طرح اس کو بھی چاہیے کہ بلا عذر لکھ دے اور
جس کے ذمہ قرض عائد ہوگا وہی دستاویز کا مطلب
بولتا جائے اور اللہ سے وہی اس کا حقیقی کارساز ہے ڈرے
اور بتاتے وقت قرض دہندہ کے حق میں سے کس طرح
کی کاٹ چھانٹ نہ کرے اور جس کے ذمہ قرض عائد ہوگا
اگر وہ کم عقل ہو معذور یا خود ادائے مطلب نہ کرسکتا ہو
تو جو اس کا مختارکار ہو وہ انصاف کے ساتھ دستاویز کا
مطلب بولتا جائے اور اپنے لوگوں میں سے جن لوگوں پر تمہارا
اطمینان ہو دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر دو مرد نہ ہوں
تو ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے کوئی ایک بھول جائے
گی تو دوسری اس کو یاد دلادے گی اور جب گواہ
ادائے شہادت کے لیے بلائے جائیں تو حاضر ہونے
سے انکار نہ کریں۔ معاملہ میعادی بڑا ہو یا چھوٹا اس کی
دستاویز کے لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ خدا کے نزدیک یہ بہت
ہی منصفانہ کارروائی ہے اور گواہی کے لیے بھی یہی طریقہ
بہت ٹھیک ہے اور زیادہ تر قرین قیاس ہے کہ آئندہ
تم کسی طرح کا شک و شبہ نہ کرو مگر سودا ایک دم نقد
ہو جس کو تم ہاتھوں ہاتھ آپس میں لیا دیا کرتے ہو تو اس
کی دستاویز کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور ہاں
جب اس طرح کی خرید و فروخت کرو تو احتیاطاً گواہ کر لیا کرو

جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوهَا ۭ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَاۗرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ڛ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۲۸۲

اور کاتب دستاویز کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائے اور نہ گواہ کو اگر ایسا کروگے تو تمھاری شرارت ہے اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تم کو معاملہ کی صفائی سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر سفر میں ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے اور قرض لیا ہو تو رہن یا قبضہ رکھ کرلو پس اگر تم میں سے ایک کا ایک اعتبار کرے تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے یعنی قرض لینے والا اس کو چاہیے کہ قرض دینے والے کی امانت یعنی قرض کو پورا پورا ادا کردے اور خدا سے جو اس کا کارساز حقیقی ہے ڈرے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ آیت فقط مسئلہ کتابت دَین و قرض کے متعلق ہے اس کے بعد آیت ۲۸۳ میں مسئلہ دَین کا ذکر ہے جبکہ ان دونوں میں کتابت نہ ہوئی ہو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ قرض وعدے کے مطابق ادا نہ کیا جائے تو یہ ایک بہت بڑا جرم ہے کیونکہ اس سے پھر سود کا رواج پڑتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰي سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِھٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۲۸۳

اور اگر تم سفر میں ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے اور قرض لیتا ہو تو رہن یا قبضہ رکھ لو پس اگر تم میں سے ایک کا اعتبار کرے تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے یعنی قرض لینے والا اس کو چاہیے کہ قرض دینے والے کی امانت یعنی قرض کو پورا پورا ادا کردے اور خدا سے جو اس کا کارساز حقیقی ہے ڈرے اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اس کو چھپائے گا تو وہ دل کا کھوٹا ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب کا علم ہے۔

قولہ تعالیٰ

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ

پس اللہ کا فرمان!

اگر تم میں ایک کا ایک اعتبار کرے تو جس پر اعتبار کیا ہے۔ اس کو چاہیے کہ قرض دینے والے کی امانت کو

پورا پورا ادا کر دے۔

وہ قرض جس میں معاملہ نہ ہو اور رہن کا نام خدا نے امانت رکھا ہے اور ہم اس سے ایک مسئلہ فقہیہ اخذ کرتے ہیں جو ہمارے فقہاء کے خلاف ہے۔

جب کوئی انسان کسی انسان کے پاس نقد امانت رکھے تو امین پر واجب ہے کہ وہ بعینہ اس کے نقد کو ادا کر دے اور اس مسئلہ کو ہم اعتبار اور ایماء سے حل کریں گے جو اس آیت میں ہے۔

پس ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دَین کا نام امانت رکھا ہے اور اس امانت کا بعینہ واپس کرنا واجب ہے یا پھر اس کے مثل ادا کر دے اور اس کو ہم حوالہ کے جواز کا ذریعہ گردانتے ہیں۔ جو اجرت کے ساتھ جس کو ربا نہیں کہہ سکتے کیونکہ معاملات مالیہ کی آج تنظیم نہیں ہو سکتی۔ سوائے اس نظریہ کے اور امام ولی اللہ محدث دہلوی کو ہم اس کا قائل پاتے ہیں۔ پس ہم نے اسی کو لیا ہے اور معاملات میں جو عوائق اور دشواریاں پیدا ہو رہی تھیں اس سے نجات پالی۔ والحمد للہ۔

ہم احیاء اسلام سے بار دیگر مطمئن ہیں کہ دوبارہ پھر اسلام زندہ ہوگا اور دو اصلوں سے زندہ ہوگا اصل اول یہ ہے کہ زمین خداوندی پر اللہ وحدہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور جو شخص اتنا کر لیوے تو وہ ہماری جماعت کا آدمی ہوگا اور یہ کلمہ تمام امور کے لیے تنہا کافی ہے۔

اصل دوم یہ کہ ربا اور سود کو قطعًا حرام سمجھا جائے اور اس کو ہم اپنی پوری قوت پوری طاقت سے رد کریں گے اور اس کے خلاف اعلان جنگ کریں گے۔ جو سود دے گا۔ مسلمان ان دو اصلوں کے سوا زندہ نہیں رہ سکتا۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی	جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
الْاَرْضِ ـــــ الی ـــــ اَنْتَ	ـــــ تا ـــــ تو ہی ہمارا حامی و مددگار ہے
مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۲۸۶)	اور تو ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کافر ہیں ہماری مدد کر۔